۲۹ محرم الحرام ۱۴۴۷ھ / 25 جولائی 2025ء

نااہلوں کو آئیڈیل بنانے کی تباہ کاریاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com یا QRcode سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَلَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ اَوۡلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ۔ [ھود 113:11]

ہر انسان کے ذہن پر ایک یا چند شخصیّات کا اثر ہوتا ہے، انسان اُنھیں پسند کرتا ہے اور اُن جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ عربی میں ایسی شخصیات کو "قُدوَہ"، اُردو میں "مثالی" اور انگریزی میں "Ideal (آئیڈیل)" یا "Role Model (رول ماڈل)" کہا جاتا ہے۔

مذہب، علاقے، بولی، قوم اور رنگ و نسل کی تفریق کے بغیر ہر شخص کسی نہ کسی سے متأثّر ہوتا ہے اور اُس کی پیروی کرتا ہے۔ گزشتہ خطبۂ جمعہ میں اِس مسلّمہ حقیقت کا ذکر ہوا تھا کہ جو شخصیات اِس لائق ہیں کہ شُعوری طور پر اُنھیں اپنے لیے راہ نما منتخب کیا جائے اُن میں سب سے پہلا نام امام الانبیا ﷺ کا ہے۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے بعد لائقِ اتباع شخصیات میں سرِ فہرست صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اُن کے بعد سرورِ عالَم ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر دُنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹنے والے بزرگانِ دین اُمّت کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

ایک طرف مثالی شخصیّت کا درست انتخاب کامیابی کا زینہ ہے تو دوسری جانب نااہل کو اپنا آئیڈیل بنالینا تباہی تک لے جاتا ہے۔ نسلِ نَو کے اَخلاق کا تیزی سے بگڑنا اور کردار کا سُرعت سے تباہی کی طرف جانا درحقیقت نااہل لوگوں کو اپنی پسندیدہ شخصیّات قرار دے کر اُن کے پیچھے چل پڑنے کا ہی نتیجہ ہے۔

انسان جب کسی بندے سے متأثّر ہو کر اُسے پسند کرتا ہے تو جانے اَن جانے میں اُس کی پیروی بھی کرتا ہے۔ کتنی حسین بات ہے کہ قرآن و سنّت میں کفّار، گمراہوں اور نافرمانوں کی طرف مائل ہونے اور اُن کے ساتھ دلی تعلّق رکھنے سے ہی منع فرمادیا گیا۔ جب انسان اُن سے متأثّر ہی نہیں ہوگا تو اُنھیں اپنے لیے رول ماڈل بھی نہیں بنائے گا۔

ہمیں اپنے اندر یہ شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ حُسن و جمال اِس قابل نہیں کہ اِس کی وجہ سے کسی کو اپنا آئیڈیل بنالیا جائے... عہدہ و اقتدار کی ایسی وُقعت نہیں کہ بڑے منصب والوں سے متأثّر ہو کر اُن جیسا بننے کی کوشش کی جائے... یوں ہی دُنیاوی مال و دَولت کی بھی یہ حیثیت نہیں کہ کسی سرمایہ دار سے مرعوب ہو کر اُس کا راستہ اختیار کیا جائے... راہ نما اور آئیڈیل بننے کے لائق فقط وہ ہے جو دین کا علَم بردار ہے اور اُسے بارگاہِ اِلٰہی میں محبوبیّت حاصل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ... "اور اُس شخص کے طریقے کی پیروی کرو جس نے میری طرف رجوع کیا۔" [لقمٰن 15:31]

گفتگو کو گزشتہ خطبۂ جمعہ سے مربوط کرتے ہوئے آج قرآن و سنت کی روشنی میں نااہلوں کو آئیڈیل بنانے کی تباہ کاریوں سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہوگا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

ظالموں کی طرف میلان کی ممانعت

یہ حقیقت ہے کہ کوئی شخصیت یک دم آئیڈیل نہیں بنتی، بلکہ رفتہ رفتہ ایسا ہوتا ہے:

i. پہلے انسان شُعوری یا غیر شُعوری طور پر کسی شخصیّت سے متأثّر (Impressed) ہوتا ہے۔ یعنی کسی بندے کی بات یا اُس کا کام جانے اَن جانے میں انسان کے دل و دماغ پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔

ii. پھر انسان اُسے پسند کرتا ہے (بعد میں پسند کرنے کی وجوہات کا بھی ذکر کیا جائے گا)۔

iii. اِس کے بعد وہ شخصیت انسان کے لیے نمونہ اور رول ماڈل (Role Model) بن جاتی ہے۔

تاریخ میں کئی ایسے حضرات کا ذکر ہے جو نعوذ باللہ نبیِ کریم ﷺ کی محبّت سے عاری تھے تو آپ ﷺ کے بلند کردار کو تسلیم کرنے کے باوُجود، بلکہ آپ کے ساتھ رشتہ داری اور مکانی قرب کے باوُجود اسلام کی توفیق اور اتّباع کی دولت سے محروم رہے، پھر جب اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُن کے دلوں میں امام الانبیا ﷺ کی محبّت پیدا ہوئی تو دل و جان سے یوں فِدا ہوئے کہ اسلام بھی قبول کیا، رَگ رَگ میں آپ ﷺ کی پیروی کا جذبہ بھی بس گیا اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے آئیڈیل بھی بن گئے۔

کیسی حکمت بھری بات ہے کہ قرآن و سنّت میں محبوبانِ خدا کے ساتھ محبّت کرنے کا حکم دیا گیا؛ تاکہ انسان اُن سے متأثّر ہو کر اُنھیں اپنے لیے مثالی شخصیات بنائے... جب کہ کافروں، گمراہوں اور نافرمانوں کو پسند کرنے / اُن کی طرف مائل ہونے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا؛ تاکہ نہ وہ انسان پر اثر انداز ہوں اور نہ ہی اُنھیں آئیڈیل بنانے کی نَوبت آئے۔

ارشادِ ربّانی: ارشادِ ربّانی ہے: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔ "ظالموں کی طرف جھکاؤ نہ رکھو! ورنہ تمھیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں ہو گا، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔" [ھود 11:113] یعنی کافروں، بے دینوں، گمراہوں اور نافرمانوں کے ساتھ دلی تعلّق، نرم گوشہ اور محبّت نہ رکھنا! اُن کے ساتھ میل جول اور اُن کے طریقے کو پسند کرنے سے اجتناب کرنا... ورنہ سخت سزا کے حق دار ٹھہروگے اور تمہاری مدد بھی کوئی نہیں کرے گا! (دیکھیے خزائن العرفان و تبیان القرآن، زیرِ آیت)

فرمانِ مصطفوی: اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کردہ حدیثِ پاک کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے قسم اُٹھا کر تین باتیں ارشاد فرمائیں، اُن میں سے ایک یہ تھی: وَلَا يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا إِلَّا جَعَلَهُ اللهُ عزّ وجلّ مَعَهُمْ۔ یعنی "جو شخص کسی قوم سے محبّت کرے اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن اُس کی پسندیدہ قوم کے ساتھ کر دے گا۔"

(مسند احمد، حدیث: 25121۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد تحت الحديث: 105: رواه أحمد ورجاله ثقات)

نااہلوں کو آئیڈیل بنانے کی وجوہات

نااہل لوگوں کو آئیڈیل بنانے سے بچنے کے لیے اِس بات کو جاننا بھی فائدہ مند ہے کہ انسان برے لوگوں سے کیوں متأثّر ہو جاتا ہے؟ اور ہماری نوجوان نسل اتنی بڑی تعداد میں نااہلوں کو اپنے لیے رول ماڈل کیوں بنا رہی ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ کسی نااہل سے متأثّر ہونے کی مرکزی وجہ علم و شعور اور تربیت کی کمی ہوتی ہے۔ انسان اِس حوالے سے تربیت یافتہ نہیں ہوتا ہے کہ کون دل میں بسانے کے قابل ہے اور کون نہیں؟ کس کی پیروی راہِ نجات ہے اور کس کے پیچھے چلنا تباہی تک لے جاتا ہے؟ چنانچہ کم علمی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ بڑے عہدے پر فائز شخصیّت توجّہ کا مرکز بن جاتی ہے، کسی کے مال و دَولت کے پیشِ نظر اُس کی طرف للچائی نظروں سے دیکھا جاتا ہے، کوئی اپنی شہرت کے سبب پُرکشش ہو جاتا ہے، حتّٰی کہ لوگ چرب زبانوں، شعبدہ بازوں، فنکاروں اور کھلاڑیوں پر بھی فدا ہونے لگتے ہیں۔

نااہل لوگوں کو اپنے لیے نمونہ بنانے کی روِش بہت قدیم ہے، جس کی قرآن و سنت میں سخت مذمّت فرمائی گئی ہے، مگر افسوس کہ ہم دینی تربیت حاصل نہیں کرتے، خصوصًا نوجوان نسل کو عصری تعلیم اور سوشل میڈیا سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ مستند ذرائع سے دین کی آگاہی حاصل کرے؛ اِسی نالائقی کا نتیجہ ہے کہ وہی پرانی جاہلانہ سوچ اب بھی باقی ہے اور ویسے ہی نااہل (غیر مسلم، گمراہ اور جاہل) افراد کو اب بھی اپنے لیے نمونہ / آئیڈیل سمجھا جا رہا ہے۔

عہدے کی کشش: عہدہ ایسی پُرکشش چیز ہے کہ اُس پر فائز شخص کتنا ہی نالائق کیوں نہ ہو، عام لوگ عہدے دار کی صلاحیت یا کردار کو نہیں دیکھتے، بلکہ اُس کے منصب سے مرعوب ہو کر اُس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ ہمارے دَور کے موروثی سیاست دانوں کا کردار اور اُن کے جیالوں کا حال ہمارے سامنے ہے۔ لوگ مذہبی راہ نماؤں کے مقابلے میں اپنے سیاسی لیڈروں کی بات کو ترجیح دیتے ہیں، حتّٰی کہ قرآن مجید کے مطابق گزشتہ قوموں نے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کی اطاعت کو چھوڑ دیا، مگر اپنے جاہل وڈیروں کی پیروی ترک نہیں کی اور یہی بات دونوں جہان میں اُن کی تباہی کا ذریعہ بنی۔

ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا:

- یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ۔ ”جس دن اُن کے چہرے آگ میں بار بار اُلٹے جائیں گے تو کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانا ہوتا!“
- وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا ۔ ”اور (یہ بھی) کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی بات مانی تو اُنھوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔

- رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۔ یعنی "اے ہمارے ربّ! ہمیں گمراہ کرنے والے لیڈروں اور بڑوں کو دُگنا عذاب دے اور اُن پر سخت لعنت بھیج!" [الاحزاب 66:33 تا 68]

آیاتِ کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبیِ کریم ﷺ، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا راہ نما بنانے کے بجائے کفار، گمراہوں اور نافرمانوں کو آئیڈیل بنانے کا انجام کیا ہو گا۔

دَولت کی جاذِبیّت: مال ودَولت کا فتنہ بھی بہت سخت ہے۔ جہاں مال دار شخص کی اپنی آزمائش ہوتی ہے وہاں اُس کے ذریعے دوسروں کا بھی امتحان ہوتا ہے۔ دُنیا پرست لوگ مال کے پیچھے مَرے چلے جاتے ہیں اور دَولت والوں کو کامیاب ترین افراد سمجھ کر اُن جیسا بننے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ یہ رویہ بھی پرانے زمانے سے چلا آرہا ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص "قارون" کا ذکر فرمایا۔ یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا، حُسن وجمال کا پیکر بھی تھا اور تورات کا بہترین قاری وعالِم ہونے کے ساتھ ساتھ عاجزی کرنے والا اور با اخلاق بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی حالت بدل دی اور اُسے اتنے خزانے عطا فرمائے کہ جب وہ سوار ہو کر نکلتا تو 70 جانوروں پر اُس کے خزانوں کی چابیاں لادی جاتی تھیں۔ دولت ملنے پر وہ منافق ہو گیا، تکبُّر کرتے ہوئے اپنی قوم پر ظلم شروع کر دیا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرنے لگا۔

قرآنِ مجید نے فرمایا: فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۔ "پھر وہ پوری سج دَھج کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو دُنیاوی زندگی کے طلب گاروں نے کہا: کاش! ہمارے پاس بھی ایسی شان ودَولت ہوتی جیسی قارون کو دی گئی ہے، بے شک وہ بڑے نصیب والا / نہایت خوش قسمت ہے۔"

اہلِ علم نے دُنیاداروں کو سمجھایا کہ قارون آئیڈیل بننے کے لائق نہیں، اِس کی دَولت کو للچائی نظروں سے نہ دیکھو! ایمان قبول کرنے کے بعد نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ آخرت میں جو ثواب عطا فرمائے گا وہ قارونی دَولت سے کہیں اچھا ہے۔

بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے سزا دیتے ہوئے قارون، اُس کے محل اور تمام دولت کو زمین میں دھنسا دیا تو اُس کا انجام دیکھنے کے بعد دُنیا داروں کو سمجھ آئی کہ دولت سے انسان خوش نصیب نہیں بنتا، خوش نصیبی اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی ملتی ہے۔ اب وہ کہنے لگے: وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۔ "عجیب معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے رزق وسیع فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ (ہمیں ایمان کی دولت عطا کر کے) ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی (قارون کی طرح) زمین میں دھنسا دیتا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوں گے۔" [القصص 79:28 تا 82]

غیر مسلموں یا نافرمانوں کے پاس دَولت کی فراوانی دیکھ کر اُن جیسا بننے کی آرزو کرنے والوں کے لیے یہ آیات بہت بڑا سبق ہیں۔

ماحول کا اثر: اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ انسان کے اخلاق و کردار پر اُس کے ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ آس پاس کے لوگ اچھے ہوں تو انسان اچھا ہو جاتا ہے، جب کہ گِرد و پیش کے افراد بُرے ہوں تو انسان کی سیرت بگڑ جاتی ہے۔ آئیڈیل کے انتخاب میں بھی ماحول کا اثرات ہوتے ہیں۔ انسان کے گھر والے اور دوست احباب جسے پسند کرتے ہوں بہت مرتبہ انسان غیر شُعوری طور پر اُس سے متأثّر ہو جاتا ہے اور اُسے ہی اپنے لیے رول ماڈل سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ قرآن وسنّت میں تربیت فرمائی گئی ہے کہ اچھے دوست بناؤ اور اچھا ماحول اختیار کرو؛ تاکہ برائی کے راستے اور برے لوگوں سے دُور رہو اور نیکی کی توفیق نصیب رہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ [1] أَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ!

"انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، چنانچہ تم میں سے ہر ایک خوب غور کرلے کہ کس سے دوستی کرتا ہے!"

(جامع ترمذی، حدیث: 2378۔ سنن ابو داؤد، حدیث: 4833)

30 جولائی عالَمی یومِ دوستی (International Day Of Friendship) ہے، اِس حوالے سے بھی یہ ارشاد منارۂ نور ہے۔

چرب زبانی کا فریب: بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت سے اچھا بول لیتے ہیں، مگر وہ اِس نعمت کی ناشکری کرتے ہوئے اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے دَور میں سوشل میڈیا کے ذریعے اپنی بات دوسروں تک پہنچانا بہت آسان ہے، چنانچہ ایسے لوگ اپنے لیکچرز میں قرآن وسنت کا غلط مفہوم بیان کرکے لوگوں کو متأثّر کرتے ہیں اور پھر کم علمی کی وجہ سے لوگ اُنھیں ہی اپنا راہ نما سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اِس حوالے سے بھی جانِ عالَم ﷺ نے خبر دار فرمایا تھا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عمران بن حُصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جانِ جہاں ﷺ سے روایت کیا: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ۔ [2] یعنی "مجھے اپنے وصال کے بعد اُمّت پر جن چیزوں کا سب سے زیادہ خوف ہے اُن میں سے چرب زبان منافق بھی ہے (وہ بدعقیدہ اور دل کا جاہل شخص جو ظاہری علم رکھتا ہوگا، قرآن وسنت کا غلط مفہوم بیان کرے گا اور اپنی زبان دانی سے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر گمراہ کرے گا)"۔

(المعجم الکبیر، ج: 18، ص: 237، حدیث: 593۔ مسند البزار: 3514۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (187/1، الرقم: 885): رواه الطبراني في الكبير والبزار ورجاله رجال الصحيح۔ رواه الإمام أحمد في مسنده عن سيدنا عمر بإسناد قويّ، رقم الحديث: 143)

کسی کی چرب زبانی سے متأثّر ہو کر اُسے راہ نما بنانا درست نہیں، یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ اکابر کے راستے پر ہے یا نہیں۔ اگر نسلِ نَو اِس اُصول کو پیشِ نظر رکھے تو گمراہ کُن انجینئرز، فتنہ پرور ڈاکٹرز، دین سے بیزار سکالرز اور بدمذہب خطیب اپنی موت آپ مر جائیں۔

---

[1] (فَلْيَنْظُرْ) أَيْ: فَلْيَتَأَمَّلْ أَحَدُكُمْ بِعَيْنِ بَصِيْرَتِهٖ۔ (فيض القدير، تحت الحديث: 4516)

[2] (أَخْوَفَ) أَيْ: مِنْ أَخْوَفِ... (عَلِيْمِ اللِّسَانِ) أَيْ: عَالِمٍ لِلْعِلْمِ مُنْطَلِقِ اللِّسَانِ بِهٖ، لٰكِنَّهٗ جَاهِلُ الْقَلْبِ، فَاسِدُ الْعَقِيْدَةِ، يَغُرُّ النَّاسَ بِشِقْشِقَةِ لِسَانِهٖ، فَيَقَعُ بِسَبَبِ اتِّبَاعِهٖ خَلْقٌ كَثِيْرٌ فِي الزَّلَلِ۔ (فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج: 1، ص: 221، تحت الحديث: 305)

نااہلوں کو آئیڈیل بنانے کی تباہ کاریاں

کسی کو اپنے لیے رول ماڈل بنانا جس قدر اہم ہے ہم اُتنے ہی زیادہ اُس سے غافل ہیں۔ لوگ کسی کی چند منٹ کی گفتگو سُن کر اُس سے متأثّر ہو جاتے ہیں اور سمجھنے لگتے ہیں کہ شاید یہی بندہ اسلام کا سب سے بڑا نمائندہ ہے، یوں ہی سوشل میڈیا پر کسی کی اداکاری دیکھ کر اُسے بڑا دانا قرار دے دیتے ہیں۔ خوب ذہن نشین کر لیجیے کہ آئیڈیل شخص انسان کے عقائد و نظریات کو بھی متأثّر کرتا ہے، اُس کے کردار و اعمال میں بھی اپنا رنگ دکھاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ آئیڈیل انسان کی آخرت کو بھی یا سنوار دیتا ہے یا بگاڑ دیتا ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ ارشادِ نبوی کا مفہوم ہے کہ اچھا دوست خوشبو والے کی طرح ہے اور بُرا ساتھی بھٹی دھونکنے (آگ بھڑکانے) والے کی طرح ہے:

❖ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً۔ ”عطر والا یا تو تمہیں خوشبو کا تحفہ دے گا یا تم اُس سے خرید لو گے یا (کم از کم) تم اُس سے خوشبو پاؤ گے۔“

❖ وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً۔ ”اور بھٹی دھونکنے (آگ بھڑکانے) والا یا تو (چنگاریوں سے) تمہارے کپڑے جلا دے گا یا (کم از کم) تم اُس سے بدبُو (دھواں) پاؤ گے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 5534۔ صحیح مسلم، حدیث: 2628)

بزرگوں نے اِس حدیث پاک کو اشعار میں یوں تعبیر فرمایا:

چنگے بندے دی صحبت یارو! جیویں دکان عطاراں
سودا بھانویں مُل نہ لیّے خُلّے آن ہزاراں

بُرے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے بھاویں کُنج کُنج بیّے چنگاں پَین ہزاراں

نااہلوں کو آئیڈیل بنانے والے ایک مرتبہ اِس ارشادِ ربّانی پر ضرور غور کریں:

⇐ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۔ ”اُس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو (افسوس سے) چباتے ہوئے کہے گا: کاش! میں نے رسول اللہ کے ساتھ نجات کا راستہ اختیار کیا ہوتا!“

⇐ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۔ ”ہائے افسوس! کاش کہ میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا!“

⇐ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي۔ ”اُس نے میرے پاس نصیحت (قرآن و ایمان) آنے کے بعد مجھے اُس سے بہکا دیا۔“

[الفرقان 25:27 تا 29]

گمراہوں سے اجتناب اور عقائدِ اہلِ سنت پر استقامت کی تاکید

جب گمراہوں سے دُور رہنے کی بات کی جاتی ہے تو بعض اوقات ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ کون گمراہ ہے اور کون حق پر ہے؟ جب ہر شخص قرآنی آیات پڑھتا ہے اور رسولِ کریم ﷺ کی احادیث کا حوالہ دیتا ہے تو ہم کیسے پہچان کریں گے کہ حق کا داعی کون ہے اور فتنہ پھیلانے والا کون ہے؟ اِس مشکل سوال کا جواب بہت آسان ہے؛ کیونکہ رحمتِ عالَم ﷺ خود اِس کا جواب عطا فرما چکے ہیں۔ ارشادِ نبوی کا خلاصہ یہ ہے کہ "اہلِ سنّت وجماعت" حق کی پہچان ہیں، اِن کے عقائد پر استقامت راہِ نجات ہے اور عقائدِ اہلِ سنّت وجماعت کو چھوڑ کر نئے نظریات اپنانا گمراہی ہے۔

رازدارِ رسول سیدنا حُذَیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد کا خلاصہ ہے کہ مَیں شر سے بچنے کے لیے اُس سے متعلق کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مَیں نے خیر وشر کے بارے میں پوچھا تو رسولِ کریم ﷺ نے اُس کا جواب ارشاد فرمایا۔ پھر آپ نے بعد والے زمانے سے متعلق غیبی خبر دی: دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا۔[1] یعنی "کچھ لوگ جہنم میں پہنچانے والے راستے کی طرف بلائیں گے (شبہات ڈال کر گمراہی اور شر پھیلائیں گے)، جو جہنم کی طرف اُن کی بات مان لے گا (اُن کی گمراہی کو قبول کرلے گا) وہ اُسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔"

سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن گمراہوں کی علامات پوچھیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: هُمْ مِّنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا۔[2] "وہ ہمارے گروہ سے ہی ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں کلام کریں گے (کلمۂ طیبہ پڑھنے والے ہوں گے اور قرآن و حدیث کی باتیں کریں گے، مگر اُن کا عقیدہ صحیح اور ایمان خالص نہیں ہوگا)۔"

سیدنا حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اُس وقت مَیں کیا کروں؟ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ۔ یعنی "مسلمانوں کی جماعت (اکثریّت / سوادِ اعظم) کے عقائد ومعمولات پر استقامت اختیار کرنا اور حاکمِ اسلام کی حمایت کرنا۔"[3] (صحیح بخاری، حدیث: 7084۔ صحیح مسلم، حدیث: 1847)

---

[1] جَمَاعَةٌ يَدْعُوْنَ النَّاسَ إِلَى الضَّلَالَةِ وَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ الْهُدٰى بِأَنْوَاعٍ مِنَ التَّلْبِيْسِ وَمِنَ الْخَيْرِ إِلَى الشَّرِّ وَمِنَ السُّنَّةِ إِلَى الْبِدْعَةِ وَمِنَ الزُّهْدِ إِلَى الرَّغْبَةِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 5382)

[2] (هُمْ مِّنْ جِلْدَتِنَا) مَعْنَاهُ مِنْ أَهْلِ مِلَّتِنَا، ذَكَرَهُ الْأَشْرَفُ، وَهُوَ الْأَلْطَفُ۔ (أيضًا)
(وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا) أَيْ: يَتَكَلَّمُوْنَ بِالْقُرْآنِ وَالْأَحَادِيْثِ أَوْ بِالْمَوَاعِظِ وَالْحِكَمِ، وَمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ شَيْءٌ مِّنَ الْخَيْرِ مِنَ الْاِعْتِقَادِ الصَّحِيْحِ وَالْإِيْمَانِ الْخَالِصِ۔ (لمعات التنقیح)

[3] اُنھوں نے پوچھا کہ اگر مسلمان کسی کی امامت پر متفق نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ فرقوں سے جدا رہنا اور عقائدِ حقّہ پر استقامت اختیار کرنا۔

حرفِ آخر: قُدوۂ حَسَنہ کی برکت اور قُدوۂ سیّئہ کی نحوست

یہ فطری بات ہے کہ ہر انسان شعوری یا غیر شعوری طور پر دوسروں سے سیکھتا ہے اور دوسرے بھی اُس سے سیکھتے ہیں، تاہم ہر ایک کا سیکھنا اور سکھانا ایک جیسا نہیں:

❖ قرآنِ حکیم کے مطابق کچھ لوگوں کا وصف یہ ہے: يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ "وہ بھلائی کی طرف بلاتے ہیں اور اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں۔" [اٰلِ عمران 3:104]

❖ جب کہ کچھ لوگوں سے متعلق ارشادِ ربّانی ہے: وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۔۔۔ "اور ہم نے اُنھیں جہنمیوں کا پیشوا بنا دیا جو لوگوں کو آگ کی طرف بلاتے ہیں۔" [القصص 28:41]

دونوں قسم کے لوگوں کی جسمانی ساخت اور فطری صلاحیتیں ایک جیسی ہیں، مگر اُن کے راستے جدا جدا ہیں اور دعوت / راہ نمائی مختلف ہے؛ اِسی لیے دونوں کے انجام میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے:

○ خیر کی راہ نمائی کرنے اور شر سے روکنے والوں کا انجام اُسی آیتِ کریمہ میں بیان ہوا: وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ "اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔" وہ خود بھی دُنیا و آخرت میں کامیاب ہیں اور اُنھیں آئیڈیل بنانے والے بھی اُنہی کے ساتھ ہوں گے۔

○ جب کہ کفر و گمراہی کی صورت میں جہنم کا راستہ دکھانے والوں کے انجامِ بد سے متعلق فرمایا: وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۔ "ہم نے دُنیا میں اُن کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن وہ بُرے حال والوں میں سے ہوں گے۔" [القصص 28:42] جنھوں نے اِن بد نصیبوں کو آئیڈیل بنایا اُن کا انجام بھی یہی ہو گا۔

دونوں قسم کے راہ نماؤں سے متعلق قرآنی آیات پر غور کر کے سوچیے:

■ کتنے خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن پر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور اُنھیں داعیانِ خیر کو اپنا آئیڈیل بنانے کی توفیق سے نوازا! یہ حضرات خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔

■ اور کتنے بڑے نقصان میں ہیں وہ افراد جو کسی کافر، گمراہ یا نافرمان کے گرویدہ ہیں اور اُس جیسا بننے کی کوشش کر رہے ہیں! اِنھیں فوری طور پر اپنی اصلاح کرنی چاہیے؛ کیونکہ اِس کا انجام نہایت خطرناک ہے۔

علمِ دین سے دُوری سوشل میڈیا کے اثرات کا نتیجہ ہے کہ رول ماڈل کے حوالے سے نسلِ نَو کی ترجیحات بہت بھیانک ہیں اور اگر ہم نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو خدانخواستہ اِس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے۔

آخری دو خطبات میں آئیڈیل بنانے کے حوالے سے کچھ باتوں کا تذکرہ کیا گیا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

⇐ ہمارے لیے سب سے بڑی مثالی شخصیّت وہ ہستی ہے جس کے سرِ انور پر ربِّ کریم نے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات

کی امامت کا تاج سجایا ہے، صلّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم۔ آپ ﷺ کی پیروی کرنا فرضِ اعظم بھی ہے اور دارَین کی سعادت بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کا اُمّتی بنا کر احسانِ عظیم فرمایا ہے، اب اگر ہم آپ کی اِطاعت کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنے لیے رول ماڈل بنائیں تو یہ بہت بڑی نالائقی ہے۔

⟸ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عِظام علیہم الرضوان کی سیرتیں بہترین نمونہ ہیں۔ اُن کے بعد صالحین، یعنی اولیائے کرام اور علمائے حق رحمہم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل کرنا ذریعۂ سعادت ہے۔

⟸ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نیکوں سے محبّت کریں؛ تاکہ اُنھیں اپنے لیے راہ نما بنانے کا جذبہ پیدا ہو... جب کہ کفار، گمراہوں اور نافرمانوں کی طرف جھکاؤ سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے؛ تاکہ اُنھیں آئیڈیل بنانے کا تصوُّر ہی ختم ہو جائے۔

⟸ عصرِ حاضر میں نااہلوں کو آئیڈیل بنانے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کی اِس حوالے سے تربیت ہی نہیں کی کہ کس کی پیروی راہِ نجات ہے اور کس کے پیچھے چلنا تباہی تک لے جاتا ہے! اگر گھر میں فحاشی ہو گی تو اُس کے نتائج بھی یہی ہوں گے جو ہم دیکھ رہے ہیں، لیکن اگر گھر میں امام الانبیا ﷺ اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والے بزرگوں کی باتیں ہوں گی تو بچے بھی اِن شاء اللہ تعالیٰ اُنہی کے دیوانے اور پیروکار بنیں گے۔

❖ اگر یہ سوال کیا جائے کہ ہمیں "گمراہ" اور "حق پرست" کے درمیان فرق کیسے معلوم ہو گا؟ تو خطبہ میں ذکر کی گئی حدیثِ نبوی کا خلاصہ یہ ہے کہ "اہلِ سنّت وجماعت" حق کی پہچان ہیں، اِن کے عقائد پر استقامت راہِ نجات ہے اور عقائدِ اہلِ سنّت وجماعت کو چھوڑ کر نئے نظریات اپنانا گمراہی ہے۔

اگر اُمّت نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسی شخصیات کو آئیڈیل بنایا ہوتا تو غزہ کے یہ حالات نہ ہوتے۔ اسرائیلی درندے اتنے وحشی ہیں کہ کھانا لینے کے لیے کھڑے نہتے شہریوں پر گولیاں چلائی جارہی ہیں، بچوں کو بے دردی سے شہید کیا جارہا ہے اور مسلم حکمران خوابِ خرگوش میں مست ہیں۔ کاش! کوئی سلطان صلاح الدین ایّوبی علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہوتا اور باولے کتّوں کو لگام ڈالتا!

شرعی مسئلہ: وہ چیز جو نابالغ کو تحفے میں دی جائے... چاہے اُسے مالک بنانے کا کہہ دیا جائے یا عرف میں ویسی چیز کا نابالغ کو ہی مالک بنایا جاتا ہو... اُس کا مالک نابالغ ہی ہو گا، نہ وہ خود کسی کو دے سکتا ہے اور نہ ہی اُس کے والدین کسی کو وہ چیز دے سکتے ہیں۔ یعنی ضروری ہے کہ وہ چیز اُسی نابالغ کے کام میں استعمال کی جائے۔

اگر وہ چیز فی الحال اُس بچے کے کسی کام میں نہیں آسکتی تو آئندہ کے لیے محفوظ کر لی جائے، ایسا کرنے سے چیز خراب ہونے کا حقیقی اندیشہ ہو تو شرعی طور پر بچے کے سرپرست کو اجازت ہے کہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق خود خرید لے یا کسی کو بیچ دے اور پھر رقم کو بچے کے لیے محفوظ کر لے۔ (اِس حوالے سے جزئیات کی مزید تفصیل کے لیے کتبِ فقہ ملاحظہ فرمائیں)

اللہ تعالیٰ امام الانبیا ﷺ کے صدقے میں ہمیں دونوں جہان کی بھلائیوں سے نوازے اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو اپنے لیے نمونہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے! اُمّتِ مسلمہ، خصوصًا نوجوانوں کو گمراہوں اور فتنہ پروَروں کے شر سے بچائے اور محبوبانِ خدا کو اپنا آئیڈیل بنا کر دُنیا و آخرت کو سنوارنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق اہلِ غزّہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور اسرائیل اور اُس کے اتّحادیوں کو نشانِ عبرت بنائے!

مالکِ کریم حالیہ مون سون بارشوں کو اہلِ پاکستان کے لیے باعثِ رحمت فرمائے اور ممکن خطرات سے اپنی حفاظت عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ و فساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! اور وطنِ عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!